آپ کی خاطر بنائے دو جہاں
اپنی خاطر جو بنایا ، آپ ہیں

حضرتِ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے شعر پر مفتی اکمل عطاری صاحب کے
اعتراض کا بلاغی جواب، جس سے شعر کا اصل مفہوم واضح ہو جاتا ہے

رشحاتِ قلم
فصیح العصر میرزا امجد رازی

آپ کی خاطر بنائے دو جہاں
اپنی خاطر جو بنایا آپ ہیں

یکے از کلام:

حضرت تاج الشریعہ، مولانا اختر رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی خاطر بنائے دو جہاں

اپنی خاطر جو بنایا آپ ہیں

کچھ دنوں سے اس شعر پر مفتی اکمل عطاری صاحب کی رائے اور خدشہ واعتراض پر نقد و جرح کا سلسلہ کافی عروج پکڑ چکا ہے، اس سلسلہ میں اہلِ بحث و تمحیص کے دو گروہ بن چکے ہیں:

1: پہلا وہ گروہ ہے جو مفتی صاحب کی رائے اور اعتراض کو قبول نہیں کرتا

2: دوسرا وہ گروہ ہے جو مفتی صاحب کی رائے اور اعتراض کو درست تسلیم کرتا ہے

دونوں کے ہاں اپنی اپنی تاویلات موجود ہیں، لیکن فرق یہ ہے کہ شعر کی کنہ وماہیت تک پہنچنے اور مزاجِ شعریت سے صحیح طور پر آگاہی کی براہین دونوں طبقوں کے پاس نہ ہونے کے برابر ہیں، ایک طبقہ شعر سے پیدا ہونے والے وہمِ کفریہ یعنی خدا کے معلل بالاغراض ہونے کو وجہِ ممانعت ٹھہراتا ہے اور دوسرا طبقہ غرض و حکمت کے مابین فرق کو وجہِ صحّت و ثقاہت ٹھہراتا ہے، یعنی دونوں کے ہاں تاویل تو ہے لیکن دلیل نہیں، اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ شعر پر کچھ اصولی گفتگو کی جائے تاکہ اس نتیجہ پر پہنچا جائے کہ دونوں طبقوں میں سے کون سا طبقہ حق پر ہے اور کون سا طبقہ توہّم کا شکار ہے، اب بلا تمہید شعر کی اصولی تفہیم کی طرف بڑھتے ہیں۔

تفہیمِ شعر:

مذکورہ شعر کا مصرعِ ثانی "اپنی خاطر جو بنایا، آپ ہیں" موضوعِ گفتگو ہے، اس ایک مصرع کو سمجھنے کے لیے آپ کو بلاغت کی طرف رجوع کرنا پڑے گا، جب تک آپ کی چشمِ ادراک پر وجوہِ اعجاز کا آفتاب طلوع نہیں ہو گا تب تک حقائق کے

چہروں کی نقاب کشائی نہیں ہو گی، اگر حقائق ہی پوشیدہ رہ جائیں گے تو وہاں آپ کی عقل تشکیک کے حصار سے باہر نہیں آسکتی اور آپ شعر پر سوائے اظہارِ وہم کے کچھ نہیں کر سکتے، یہی وجہ تھی کہ مفتی صاحب اور ان کے متبعین و متوسلین و معتقدین و متاثرین ایسے وہمِ لایعنی کا شکار ہو کر رہ گئے جسے نفیس اور لطیف ذوق کبھی بھی قبول نہیں کر سکتے تھے، مصرعِ موضوع لہ کو سمجھنے کے لیے سب سے پہلے مصرع کی لفظی ساخت و معنوی ماہیت کو دیکھا جائے گا، اور یہ مشاہدہ علمِ معانی کے بغیر نہیں ہو سکتا۔

مصرعِ ھذا میں فقط دو لفظ ایسے ہیں جن کی مراد وضاحت طلب ہے، اور انہی دو لفظوں پر بعض لوگ وہم کا شکار ہوئے ہیں اور دوسروں کے لیے بھی ایجادِ وہم کا سبب بنے ہیں، وہ دو لفظ ہیں (اپنی خاطر) انہی دو لفظوں کے درمیان وہ حقائقِ بلاغت تھے جن تک رسائی نہ ہونے کی وجہ سے وہم فساد کی شکل اختیار کر گیا اور علمِ کلام کی پیچیدہ ترین بحث کا دروازہ کھول دیا گیا، میں پوچھتا ہوں کہ جن لوگوں کے بارے میں آپ کہہ رہے ہیں کہ ان کو یہ شعر سمجھ نہیں آئے گا اور وہ اس کا غلط مفہوم اخذ کریں گے تو کیا جس کلامی بحث کا آپ نے دروازہ کھولا ہے وہ بحث ایسے نااہل لوگوں کو سمجھ آتی ہے؟

کیا وہ مسائلِ ذات و صفاتِ باری تعالیٰ سے آگاہ ہیں؟ کیا وہ معلل بالاغراض کی تہہ در تہہ فلسفیانہ موشگافیوں سے شناسا ہیں؟ کیا وہ تقدیم و تاخیرِ ارادہ کی نسبتوں اور ان میں موجود باریکیوں سے واقف ہیں؟

یہ سب تو ہم اور عقلی بے ترتیبی آپ کی طرف سے ہے، ادنیٰ سے ادنیٰ علم رکھنے والا بھی جب یہ مصرع سنتا ہے تو اس کا دماغ اس طرف جاتا ہی نہیں جس طرف آپ ان کو زبردستی لے کر جانا چاہتے ہیں، اور یہ سب بگاڑ اس لیے ہوا کہ آپ اس دو لفظی ترکیب کے اندر پوشیدہ لطائف اور دقائق و حقائق تک پہنچے ہی نہیں ہیں۔

تعبیرات:

اس دو لفظی جملے (اپنی خاطر) کی مختلف تعبیرات ہیں

1: اپنے قیام و ثبوتِ ذات کے لیے

2: اپنے قیام و ثبوتِ صفات کے لیے

3: اپنے قیام و ثبوتِ ارادہ کے لیے

4: اپنے قیام و ثبوتِ قدرت کے لیے

5: اپنے قیام و ثبوتِ افعال کے لیے

6: اپنے قیام و ثبوتِ کمال کے لیے

7: اپنے ظہورِ ذات و صفات کے لیے

یہ سب تعبیرات متعلقاتِ مسند الیہ ہیں، یعنی ان سب کا تعلق مسند الیہ کے ساتھ ہے، اب سوال یہ ہوتا ہے کہ ان جملہ تعبیرات میں سے کس تعبیر کا تعین کیا جائے؟ تو اس تعینِ تعبیر کے لیے آپ کو سب سے پہلے حقیقتِ اسناد سمجھنا ہو گی، لیکن اس سے بھی پہلے آپ کو شعر میں مسند و مسند الیہ اور اسناد کا سمجھنا امر لازمی ہے

سانچہِ شعر:

اپنی خاطر جو بنایا، آپ ہیں

1: اپنی خاطر جو بنایا / مسند الیہ

2: آپ (مراد ذاتِ محمدی علیہ السلام) / مسند

ترکیبِ شعر:

"اپنی خاطر جو بنایا آپ ہیں"

اس کی عربی

لِنفسہٖ مَا جُعِلَ ھُو انتَ

1:لِنفسہٖ(اپنی خاطر)

2:ما(جو)

3:جُعِلَ(بنایا گیا)

4:ھو انت(وہ آپ ہیں)

(لِنفسہٖ)جار مجرور ظرف لغو مقدم(ما جعل)فعل،اس میں ضمیر غائب راجع بسوئے موصول نائب فاعل (جعل) فعل اپنے نائب فاعل اور ظرف لغو مقدم سے مل کر صلہ، موصول وصلہ مل کر مسند الیہ(ھو)ضمیر فصل(انت)مسند،

مسند الیہ اور مسند مل کر جملہ اسمیہ خبریہ

(اپنی خاطر)ظرف(جو)موصول(بنایا گیا)فعل،اس میں ضمیر نائب فاعل

یہ سب مل کر مسند الیہ(آپ)مسند،مسند الیہ اور مسند مل کر جملہ اسمیہ خبریہ،آپ مسند کا مسند الیہ کی طرف اسناد ظہور ذات وصفات کے لئے ہے۔

شعر کی ترکیبی ماہیت جان لینے کے بعد ضروری ہے کہ فلسفۂ اسناد کو بھی سمجھ لیا جائے تاکہ شعر کا مفہوم اپنی پوری تب وتاب کے ساتھ پردۂ ادراک پر مرتسم ہو جائے

فلسفۂ اسناد:

کلمہ و قائم مقام کلمہ کا دوسرے کلمہ و قائم مقام کلمہ کے ساتھ ایسے ملاقی ہونا جس سے مخاطب کو یہ فائدہ حاصل ہو کہ دونوں کلموں میں سے ایک کا مفہوم دوسرے کے لیے ثابت ہے یا منتفی ہے،جیسے زید قائم اور زید لیس بقائم

جہاتِ اسناد:

اسناد کی تین جہتیں ہیں

1:نسبتِ کلامیہ

2:نسبت ذہنیہ

3:نسبتِ خارجیہ

اوّل:

ایسا تعلق ہے جو طرفین میں سے ایک کا دوسرے کے ساتھ کلام سے سمجھا جاتا ہے جیسے زید قائم، اس جملے میں قیام کی نسبت جو کلام سے سمجھی جارہی ہے یہی نسبتِ کلامیہ کہلاتی ہے،

ثانی:

طرفین میں سے ایک کے دوسرے کے ساتھ تعلق کا جو تصور متکلم کے ذہن میں ہو اس کو نسبتِ ذہنیہ کہتے ہیں، جیسا کہ زید قائم میں قیام کی نسبت جو زید کی طرف ہے اس کا ایک تصور ہے جو متکلم کے ذہن میں ہے، یہی نسبتِ ذہنیہ ہے،

ثالث:

ایسے تعلق کو کہتے ہیں جو طرفین میں سے ایک کا دوسرے کے ساتھ خارج میں ہو، جیسے خارج میں قیام کی جو نسبت زید کی طرف ہے اسی نسبت کو نسبتِ خارجیہ کہتے ہیں،

آپ نے ترکیبِ شعر سے مسند الیہ و مسند کو جان لیا، دونوں کلام سے سمجھے جارہے ہیں، اب دیکھنا یہ ہے کہ ان میں نسبت کون سی ہے؟ تو سمجھ لیجیے کہ ان میں تینوں نسبتیں ہیں، کلامیہ بھی ہے کہ کلام سے سمجھی جارہی ہے، ذہنیہ بھی ہے کہ ذہنِ متکلم میں اس کا تصور ہے، اور خارجیہ بھی ہے کہ اپنے وجود میں متحقق بالامر الخارج ہے،

اقسامِ اسناد:

اسناد کی پھر دو اقسام ہیں

1:اسنادِ حقیقی

2:اسنادِ مجازی

اسنادِ حقیقی میں فعل و معنیٔ فعل کی نسبت ماہولہ کی طرف ہوتی ہے بشر طیکہ وہ نسبت متکلم کے اعتقاد کے مطابق ہو، جبکہ اسنادِ مجازی میں فعل و معنیٔ فعل کی نسبت غیر ماہولہ کی طرف ہوتی ہے اور اس میں ایسا قرینہ بھی موجود ہوتا ہے جو اسنادِ حقیقی مراد لینے سے مانع ہوتا ہے

اقسامِ قرینہ:

اسنادِ مجازی میں ایسا قرینہ ہونا ضروری ہوتا ہے جو اس بات پر دلیل ہو کہ اس مقام پر لفظ وکلام کا معنی حقیقی مراد نہیں ہے بلکہ معنیٔ مجازی مراد ہے، قرینہ کی دو اقسام ہیں

1:لفظیہ

2:معنویہ

قرینہ لفظیہ وہ ہے جو لفظوں میں موجود ہو جبکہ قرینہ معنویہ وہ ہے جو لفظوں میں موجود نہ ہو،

قرینہ معنویہ کی اقسام:

پھر قرینہ معنویہ کی دو اقسام ہیں

1:وہ قرینہ ایسا ہو جس سے مسند کا مسند الیہ کے ساتھ قیام عقلاً یا عادۃً محال ہونا معلوم ہو جائے

2:متکلم کی حالت اس بات پر دلیل ہو کہ اس مقام پر اس لفظ کا معنیٔ ظاہری مراد نہیں ہو سکتا

اقسامِ اسناد باعتبارِ مسند و مسند الیہ:

مسند و مسند الیہ کی حقیقت و مجاز کے اعتبار سے اسنادِ مجازی کی چار اقسام ہیں

1: مسند و مسند الیہ دونوں حقیقی ہوں

2: مسند و مسند الیہ دونوں مجازی ہوں

3: مسند حقیقی اور مسند الیہ مجازی ہو

4: مسند مجازی اور مسند الیہ حقیقی ہو

اب آپ ذرا شعر کے سانچہ کی طرف دوبارہ توجہ کیجیے

1: اپنی خاطر جو بنایا، مسند الیہ حقیقی

2: آپ، مسند حقیقی

3: مسند کا مسند الیہ کے لیے تحقق، اسناد

یہ وہ مقام ہے جہاں لوگوں کی عقل وہم کا شکار ہوگئی، وہ صرف اتنا دیکھتے رہے کہ اسناد یعنی حضور کو اپنی ذات کے لیے تخلیق فرمانے کی نسبت مسند الیہ حقیقی کی طرف کی گئی ہے جس سے خدا کا معلل بالاغراض ہونا لازم آتا ہے، یہ خرابی اس لیے لازم آئی کہ انہوں نے اسناد کی حقیقت پر غور نہیں کیا کہ کیا یہ اسناد حقیقی ہے یا مجازی؟ کیا یہ اسناد متعلق بہ ذاتِ مسند الیہ ہے یا متعلق بہ متعلقاتِ مسند الیہ ہے؟ لیکن یہ بات کیسے معلوم ہوتی جب ان کی نظر میں اسنادِ مجازی کے علاقے ہی نہیں تھے جن میں سے ایک الاسناد الی المتعلقات ہے جس میں اسناد کی نسبت لفظی طور پر تو مسند الیہ کی طرف ہوتی ہے لیکن مراد متعلقاتِ مسند الیہ میں سے کوئی ایک متعلق ہوتا ہے جس پر قرینہ لفظیہ یا معنویہ دلالت کرتا ہے اور یہ مجازِ مرسل کی قبیل سے ہے جسے اطلاق الشیٔ وارادۃ المتعلق کہتے ہیں یعنی شیٔ بول کو متعلقِ شیٔ مراد لینا جیسے قرآن میں ہے:

اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنكُم مِنَ الغَائِطِ

یا تم میں سے کوئی شخص قضائے حاجت کرکے آئے

تو یہاں لفظِ غائط یعنی کشادہ نشیبی بول کر کشادہ زمین میں کیے جانے والا بول وبراز مراد ہے، گویا شئ بول کر متعلقِ شئ مراد لیا گیا ہے،

اب آپ اوپر جملۂ ھذا (اپنی خاطر بنانے) کی تعبیرات میں سات متعلقات ملاحظہ فرمائیں جن کا تعلق ذاتِ باری تعالیٰ سے ہے، اور غور کریں کہ بنانے کا تعلق کس متعلق سے ہے؟

ہلکا سا غور کرنے سے معلوم ہو جائے گا کہ اس بنانے کا تعلق آخری متعلق یعنی اپنے ظہورِ ذات وصفات کے ساتھ ہے یعنی خدا نے حضور علیہ السلام کو اپنے ظہورِ ذات وصفات کے لیے تخلیق فرمایا،

متعلق کو حذف کیوں کیا گیا؟:

امام عبد القاہر جرجانی دلائل الاعجاز میں لکھتے ہیں:

هذا باب دقيق المسلك ، لطيف المأخذ ، عجيب الامر ، شبيه بالسحر ، فانك ترى به ترك الذكر افصح من الذكر ، والصمت عن الافادة ازيد للافادة ، وتجدك انطق ماتكون اذا لم تنطق ، واتم ماتكون بيانا اذا لم تبين ، وهذه جملة قد تنكرها حتى تخبر ، وتدفعها حتى تنظر

"یہ حذف فی الکلام ایسا باب ہے کہ اس کی راہ دشوار، اس کا حصول باریک، اس کا معاملہ حیرت انگیز اور سحر آفرینی کے مشابہ ہے، کیونکہ تم اس باب میں عدمِ ذکر کو ذکر سے فصیح تر اور کسی فائدے کے سبب سے خاموشی کو افادے کے لیے زیادہ مؤثر دیکھو گے اور تم عدمِ تکلم کو تکلم سے اور عدمِ بیان کو بیان سے کامل تر پاؤ گے اور تم اس بات کو اجنبی خیال کرو گے، یہاں تک کہ تم ہماری اس

بات کو تجربے سے آزماؤاور تم ذکر کردہ کلام کو بعید سمجھوگے، یہاں تک کہ اس میں کامل غور وفکر کرو"

علمائے بلاغت نے اس کی شرائط میں سے ایک شرط یہ رکھی ہے کہ لفظ ومعنی کی صحت کے لیے محذوف کا اعتبار ضروری ہوگا، بلغا کی اسی بیان کردہ شرط کے تحت اب ہم پر محذوف متعلقات میں سے کسی ایک متعلق کا اعتبار کرنا ضروری ہو جاتا ہے، اور وہ متعلق وہی ہے جسے پہلے بیان کیاجاچکاہے کہ خدانے حضور علیہ السلام کو اپنی خاطر یعنی اپنے ظہورِ ذات وصفات کے لیے تخلیق فرمایا

امام یوسف بن اسماعیل نبھانی جواہر البحار میں لکھتے ہیں:

فرسول الله صلى الله عليه وسلم هوالذاتى الوجود وما سواه فصفاتى الوجود وذالك ان شاءالله تعالیٰ لما افراد ان يتجلى فى العالم اقتضى كمال الذات ان يتجلى بكماله الذاتى فى اكمل موجودياته من العالم فخلق محمد صلى الله عليه وسلم من نور ذاته لتجلى ذاته لان العالم جميعه لايسع تجليه الذاتى لانهم مخلوقون من انوار الصفات فهو فى العالم بمنزله القلب الذى وسع الحق

"حضور کا وجود ذاتی ہے، حضور کے علاوہ سب کا وجود صفاتی ہے اور یہ سب اس لیے کہ اللہ سبحانہ نے جب دنیا میں ظاہر ہونے کا ارادہ فرمایا تو پھر کمالِ ذات نے اپنے ذاتی کمال سے دنیا کے اکمل موجودات میں ظاہر ہونے کا اقتضاء کیا، تو حضور کو اپنی ذات کے ظہور کے لیے اپنے نورِ ذات سے پیدا کیا، کیونکہ اس کی ذاتی تجلی ساری دنیا میں نہیں سما سکتی تھی، اس لیے کہ ساری دنیا کی تخلیق انوارِ

صفات سے ہے، تو حضور اس دنیا میں اس دل کی طرح ہیں جس میں تجلیٔ حق سما سکتی ہے"

متعلقِ مذکور مراد لینے کی وجہ:

آپ اوپر قرینۂ معنویہ کی اقسام میں پڑھ آئے ہیں کہ متکلم کی حالت اس بات پر دلیل ہو کہ اس مقام پر اس لفظ و عبارت کا معنیٔ ظاہری مراد نہیں ہے اور متکلم کا اعتقاد اس کے معنیٔ ظاہری کے مطابق نہیں، اب کون ہے جو حضرت تاج الشریعہ کی ذات کے متعلق یہ خیال کرے کہ انہوں نے خدا کو معلل بالاغراض ٹھہرانے کے لیے کہا ہو،

"اپنی خاطر جو بنایا، آپ ہیں"

ایسا صرف وہی سوچے گا جس کی عقل میں کمی اور جس کے علم میں نقص ہو ورنہ کوئی صاحبِ دیدہ ان کی ذات سے متعلق ایسا نہیں سوچ سکتا۔

بندۂ لاشئ

میرزا امجد رازی